اسوہ ابراہیمؑ کی پیروی

Lessons from Life of Prophet Ebrahem

(Peace be upon him)

حافظ محمّدابو بکر سجادعلوی (خطیب لندن)

حامدا ومصلیاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اما بعد

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًاؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَۙ۔ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةًؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَؕ۔ (النحل۔120۔123)

بیشک ابراہیمؑ (تنہا اپنی ذات میں) ایک اُمت تھے، اللہ کے بڑے فرمانبردار تھے، ہر باطل سے کنارہ کش (صرف اسی کی طرف یک سُو) تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے انہیں اپنا برگزیدہ کرلیا اور سیدھا راستہ دکھایا۔ انہیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کی اور آخرت میں بھی وہ یقیناً نیکوکاروں میں سے ہونگے۔

Indeed, Abraham was a model of excellence: devoted to Allah, perfectly upright, he was not of those who associate others with Allah. He was grateful for Allah’s favours. So He chose him and guided him to the Straight Path. We blessed him with all goodness in this world, and in the Hereafter, he will certainly be among the righteous. (16:120-123)

اسلام کی عظیم عبادات اور شعائر مثلاً حج، قربانی، کعبۃ اللہ کی ایک خاص نسبت جلیل القدر پیغمبر سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کی ذات کے ساتھ ہے۔ان عبادات اور شعائر کا ذکر سیرت ابراہیمی کے تذکرے کے بغیر نامکمل ہے۔

سورۃ النحل کے آخری رکوع کی پہلی تین آیات مبارکہ میں سیّدنا ابراہیمؑ کی 9 عالیشان صفات کا تذکرہ فرمایا گیا۔ان صفات کے تذکرے کے بعد ملت ابراہیمی یا اسوہ ابراہیمی کی پیروی کی تلقین کی گئی۔(ان اتّبع ملّۃ ابراہیم حنیفا۔۔۔)۔اسی طرح سورۃ ممتحنہ میں اسوہ ابراہیمی کی پیروی کرنے کا ذکر ملتا ہے۔(قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم۔۔۔60:4)

سورۃ البقرہ میں ملت ابراہیمی کی فضیلت کا ذکر ہے۔(ومن یرغب عن ملّۃ ابراہیم۔۔۔2:130)

حضرت ابراہیمؑ کو جد انبیاء، خلیل اللہ اور امام الناس کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

دنیا میں جتنی چیزیں ایسی ہیں، جن سے انسان محبّت کرتا ہے، ان میں سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو حضرت ابراہیمؑ نے حق کی خاطر قربان نہ کیا ہو۔اور دنیا میں جتنے خطرات ہیں جن سے آدمی ڈرتا ہے، ان میں سے کوئی خطرہ ایسا نہ تھا جسے انہوں نے حق کی راہ میں مقابلہ نہ کیا ہو۔وہ ہر آزمائش اور ہر امتحان میں کامیاب اور کامران رہے۔

قربانی پسر کی آزمائش

نار نمرود

مناسک حج

دعوت و تبلیغ

احکام شریعت

ہجرت کرنا

مہمان نوازی

اللہ کی راہ میں جانی اور مالی مصیبتوں کو برداشت کرنا۔

ان تمام قربانیوں اور صفات کے صلے میں امام الناس کے منصب پر فائز کئے گئے۔(انّی جاعلک للناس اماما۔۔)،
چنانچہ مسلمان ہی نہیں تمام آسمانی مذاہب کے پیروکار، یہودی، عیسائی حتیٰ کہ مشرکین عرب سب ہی کے نزدیک ان کی شخصیت نہایت ہی محترم مانی جاتی ہے۔

قرآن کے مطالعے سے حضرت ابراہیمؑ کی خصوصیات کی ایک عظیم الشان جھلک ہمیں نظر آتی ہے:

اپنی ذات میں امّت۔اکیلا دین کا علمبردار،

اللہ کا مطیع اور اسکے دین کیلئے یکسو،

توحید پر کاربند،

شکر گزار،

اللہ کا منتخب کردہ،

صراط مستقیم پر چلنے والا،

دنیا میں بھلائی کا حقدار

اور آخرت میں نیکوکار،

امّت،امام اور پیشوا،

علمبردار حق و صداقت،

قانت یعنی اطاعت گزار اور فرماں بردار،

حنیف:۔یعنی ہر آستانے سے منہ پھیر کر صرف اللہ تعالی کا ہو جانے والا، مسلم۔

إِذ قالَ لَهُ رَبُّهُ أَسلِم ۖ قالَ أَسلَمتُ لِرَبِّ العالَمينَ (سورۃ البقرہ:۔آیت 131)

جب اسے اس کے رب نے کہا فرمانبردار ہو جا تو کہا میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں۔

مساجد کی خدمت: سنّت ابراہیمی

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔

اور ہم نے ابراھیم اور اسماعیل سے عہد لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔البقرہ۔125

ابراہیمؑ کی مزید صفات:

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ۔(سورۃ ھود۔آیت 75)

بے شک ابراھیم بردبار نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

حلیم:۔ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے والا

اوّاہ: نرم دل، رقیق القلب، خدا ترس۔

منیب: اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا، اس کی طرف بار بار پلٹنے والا۔

انابت:۔ بارگاہ الٰہی میں توبہ و استغفار کرنے والا

انبیاء معصوم عن الخطا ہوتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے قرآن مجید بار بار اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو پکارا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کیا اور یہی انبیاء علیہ السلام اور ان کی اتباع کرنے والوں کا شیوا ءہے۔

منیب سے کیا مراد ہے؟

مُنیب انابت سے ہے جس کے معنی ایک طرف رُخ کرنے اور بار بار اُسی کی طرف پلٹنے کے ہیں۔ جیسے قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب ہی کی طرف رُخ کیے رہتی ہے اور آپ خواہ کتنا ہی ہلائیں جلائیں، وہ پِھر پھر کر پھر قطب ہی کی سمت میں آجاتی ہے۔

پس قلبِ مُنیب سے مراد ایسا دل ہے جو ہر طرف سے رُخ پھیر کر ایک اللہ کی طرف مڑ گیا اور پھر زندگی بھر جو اَحوال بھی اُس پر گزرے ان میں وہ بار بار اسی کی طرف پلٹتا رہا یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا دل۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی فطرت میں چونکہ اللہ تعالی نے انابت کا ملکہ رکھا تھا اسی لیے اللہ تعالی نے آپ کو منیب قرار دیا ہے (انّ ابراہیم لحلیم اوّاہ منیب) کیونکہ آپؑ کثرت سے اللہ کی طرف لوٹنے والے تھے۔ ہر بات میں ہر تکلیف کے وقت آپ کا رجوع اللہ کی ذات کی طرف ہوتا تھا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجیئے، بے شک وہ راست باز اور نبی تھے۔ سورۃ مریم:۔ آیت 41

صدیق: حق کی تصدیق کرنے والا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جو بنیادی اعتقادات اور شریعت دی گئی آپ علیہ السلام نے ساری زندگی اس کا مصداق بن کر گزاری اور اس راستے میں جو بھی امتحان دینا پڑا اس میں کامیاب ہوئے اور جو بھی تکلیف اٹھانا پڑی اسے خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

شکر گزار:۔ نعمتوں پر شکر ادا کرنے والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ لِىْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ ۚ اِنَّ رَبِّىْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اتنی بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق بخشے، بے شک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔ (سورۃ ابراہیم:۔ آیت 39)

نعمتوں پر شکر، نعمتوں میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ اسی لیے اللہ رب العالمین کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیے۔

صاحب قلب سلیم: ایسا دل جو تمام اعتقادی و اخلاقی خرابیوں (شرک و نفاق اور فسق و فجور کی ہر آلائش) سے پاک ہو۔

اِذْ جَآءَرَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔ جب کہ وہ پاک دل سے اپنے رب کی طرف رجوع ہوا۔ سورۃ صافات:۔ آیت 84

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اصل سرمایہ قلب سلیم ہے۔

قلب سلیم سے کیا مراد ہے؟

قلب سلیم سے مراد پاک صاف دل ہے۔ قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جس کی منزل اللہ تعالی کی ذات ہو اس کا راستہ صراط مستقیم ہو۔ ایسا نفیس اور خوبصورت دل ہے جو ان تمام صفات سے متصف ہے جو اللہ کو ایک مومن سے مطلوب ہیں۔ یعنی

ایمان

اخلاص

اللہ ورسولؐ کی محبت واطاعت

مخلوق خدا کی خدمت

ہمدردی

محبت ورحمت

خدا ترسی، یقین وغیرہ۔

دوسرا اہم نکتہ جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب تک دل صاف نہ ہوگا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

حدیث: انّ اللہ لایقبل من العمل الاکان لہ خالصاًوابتغی بھاوجھہ۔

اللہ تعالٰی وہی عمل قبول فرماتے ہیں جو خالص اسی کے لیے اور اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔(حدیث)

ابراہیمؑ کی دعائیں

ابراہیمؑ نے اپنی دعاؤں کو ربّ یا ربّنا کے لفظ سے شروع کیا جو دعا مانگنے کا ایک پیغمبرانہ طریقہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔

ابراہیمؑ کی امن کیلئے خصوصی دعا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا۔۔۔

جب ابراہیمؑ نے کہا اے پروردگار تو اس شہر کو امن والا شہر بنا دے۔۔۔۔(البقرہ۔126

رزق میں برکت کی دعا

پھلوں کے رزق کی دعا

وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِؕ۔۔

قبولیت اعمال کی دعا

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اور جب ابراھیم اور اسماعیل کعبہ کی بنیادیں اٹھارہے تھے (تو ساتھ دعا بھی کررہے تھے): اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما۔ بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ (البقرہ۔127)

غور کرنے کی بات ہے کہ کتنا مبارک عمل (تعمیر بیت اللہ) کتنی مبارک جگہ، کتنے مبارک لوگ، کتنا مبارک موقع، کتنی مبارک زبانیں۔ پھر بھی دعا کررہے ہیں: ربنا تقبل منّا۔ اے ہمارے ربّ، ہماری طرف سے قبول فرمالے۔

یہاں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ کسی انسان سے اللہ تعالیٰ کے شایان شان عبادت واطاعت ممکن نہیں۔ ہر شخص اپنی قوت وہمت کے مطابق کام کرتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا عمل کرے تو اس پر فخر اور غرور نہ کرے بلکہ عاجزی کے ساتھ دعا کرے کہ اے اللہ! میرا یہ عمل قبول فرمالے۔

دین پر استقامت کی دعا

رجوع الی اللہ کی دعا

وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنادے۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت مسلمہ (فرمانبردار امت) قرار دے۔ اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے بتا۔ اور ہماری توبہ قبول فرما بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ (البقرہ۔128)

آخری رسولؐ کی بعثت کی دعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

اے ہمارے رب! ان کے درمیان ایک رسول کو مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے. انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔(البقرہ۔129)

یہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کی آخری دعا ہے۔ اہل حرم کے لیے یہ دعا کی کہ آپ کی اولاد میں سے رسول آئے۔ یہ بھی اللہ تعالٰی نے قبول فرمائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

حدیث: انا دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ وبشارة عِيسٰى وَرَأَتْ أُمِّي كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّام

میں ابراہیمؑ کی دعا کا جواب ہوں، عیسٰیؑ کی بشارت ہوں۔ اور میری ماں کا خواب جس میں وہ دیکھتی ہیں کہ ان میں سے گویا ایک نور نکلا جس سے ارض شام کے محلات روشن ہو گئے۔

اولاد کی اصلاح کی دعا

اولاد کی محبت، اس کی بھلائی کی فکر اور ان کیلئے دعائیں کرنا سنت انبیاؑ ہے۔

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السّلام کا اپنی اولاد کی دینی اور اخلاقی تربیت کی طرف خاص توجہ اور اہتمام کا ذکر ہے۔

دنیا سے رخصت ہونے کے وقت والدین کا اپنی اولاد کو وہ چیز دے کر جانا جو ان کی نظر میں سب سے بڑی نعمت ہے یعنی دینداری۔ آیت: وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ۔(البقرہ۔132)

اولاد کی دینی تربیّت۔ والدین کی ذمہ داری

حدیث: إِنَّ اللَّهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ، حَفِظَ ذٰلِكَ أَمْ ضَيَّعَ؟ حَتَّى يَسْأَلَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ۔

بے شک، اللہ تعالٰی ہر ذمہ دار، نگہبان سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کریں گے یہاں تک کہ آدمی سے اپنی فیملی کے بارے میں سوال ہو گا۔ (صحیح ابن حبّان)

حدیث: حسن تربیت سب سے بہترین تحفہ ہے جو ایک والد اپنی اولاد کو دیتا ہے۔